ٹوبہ ٹیک سنگھ

سوال: سعادت حسن منٹو کا لکھا ہوا افسانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ پاگل خانے کے کرداروں پر مبنی ہے۔ ان کا کہنا کہ یہ تقسیمِ فطرت کے عین منافی ہے۔ کہاں تک درست ہے۔ تبصرہ کیجئے۔

جواب:

کسی معاشرے میں یگانگی اور ہم آہنگی اور وسعتِ نظر ایک کلچر کا نام ہے۔ صدیوں سفر کے کرنے کے بعد ہم کسی کلچر کو تعمیر کر پاتے ہیں۔ کلچر نام ہے رھن سہن، رسم و رواج، دُکھ سکھ بانٹنے کا۔ لیکن جب ہمارے قانون، ہمارے رسم و رواج ہماری فطرت سے ٹکراتے ہیں۔ تو ہم اپنا وجود قائم نہیں رکھ پاتے۔ اس افسانے میں منٹو نے کلچر کو بہت اہمیت دی ہے، کہ انسان اپنے کلچر کے بغیر نہیں جی سکتا۔

سرزمین پنجاب پر چلنے والی تلوار کی نوک پر لکھی کہانی ''ٹوبہ ٹیک سنگھ'' یہ منٹو کا سب سے قد آور افسانہ ہے۔ یہ اُن کے افسانوی مجموعے ''پھندے'' میں شامل ہے۔ ہندوستان کے بٹوارے کے پس منظر میں ہمیشہ زندہ رہنے والی اس کہانی کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ یوں فسادات پر اُردو ادب میں کئی کہانیاں ہیں مگر منٹو کا معاملہ ذرا مختلف ہے۔ منٹو کہتے ہیں ''ایک لاکھ ہندو مار کر مسلمانوں نے سمجھا ہندو مذہب مر گیا اور ایک لاکھ مسلمانوں کو قتل کر کے ہندوؤں نے بغلیں بجائیں کہ اسلام ختم ہو گیا''منٹو سوال کرتے ہیں کہ کیا بندوقوں سے مذہب شکار کیئے جا سکتے ہیں۔ منٹو اُس سوال کا جواب مانگ رہے تھے۔ اُن کو یہ بات بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ خاک اور خون میں لتھڑی لاشوں کو دفنایا جائے یا آگ لگا دی جائے؟ جب منٹو کو ان سوالوں کا جواب کہیں نہ ملا تو وہ چلاّ اُٹھا''اوپڑی دی گڑ گڑ دی اسکسیے دی بے دھنا یا دی منگ دی وال آف دی پاکستان اینڈ ہندوستان آف دی دُر فٹے منہ۔''

دنیا کی تاریخ میں تقسیم کے سب سے

بری ٹریجڈی، باِسِٹہ کے پس

ٹیک سنگھ" کے نام سے یہ افسانہ

ایک سکھ پاگل بشن سنگھ کی کہانی ہے

خانے مین داخل تھا اور ٹوبہ

قصبہ ضلع جھنگ اور فیصل

قلم کی بدولت، عالمگیر شناخت پا

کی داستان یوں ہے کہ جس جگہ

ریلوے اسٹیشن ہے اس کے آس

ہوتا تھا۔ یہ علاقہ ابھی آباد نہیں

انسان جس کا نام ٹیک سنگھ تھا۔

منٹو کے کردار بشن سنگھ کا تعلق اسی قصبہ سے تھا۔ بشن سنگھ جو پاگل خانے میں ہر کسی سے یہی پوچھتا رہتا تھا۔ کہ "ٹوبہ ٹیک سنگھ کہاں ہے"؟ اور ہر وقت عجیب و غریب اور بے ربط الفاظ بدلتا رہتا تھا۔ اُس بے چارے بشن سنگھ عرف ٹوبہ ٹیک سنگھ کو اپنی کوئی سُدھ بُدھ نہ تھی۔ داڑھی بڑھی ہوئی تھی سر کے بال آپس میں جکڑے ہوئے تھے۔ کھانے پینے کا ہوش نہیں تھا۔ وہ پاگل خانے میں سارا دن ایک طرف کھڑا رہتا تھا۔ پاؤں سوجھے ہوئے، پنڈیاں پھولی ہوئیں۔

منٹو نے اپنے افسانے "ٹوبہ ٹیک سنگھ" میں انسان کا معاشرے، گھر، کلچر کے ساتھ فطری لگاؤ کو لازمی قرار دیا ہے کہ انسان کسی مذہبی بنا پر اپنے کلچر کی تبدیلی کا سودا نہیں کر سکتا۔ وہ یا تو جان دے دے گا، یا پاگل ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس افسانے میں پاگلوں کے کرداروں کو بیان کر کے اس تقسیم کے گھناؤنے اثرات دکھائے ہیں۔

بشن سنگھ کے نیم شعوری اور بے ترتیب الفاظ دراصل اُس نے اپنے مؤقف کے دفاع میں کہے ہیں کہ میں کوئی ان پڑھ جاہل انسان نہیں ہوں۔ میرے ساتھ زیادتی نہ کی جائے۔ وہ اپنا شہر ٹوبہ ٹیک سنگھ چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اُسکی سرزمین لاشعوری سطح پر ہر وقت اُسکے ساتھ تھی۔ وہ اپنے شہر کو چھوڑ کر ہندوستان نہیں جانا چاہتا تھا۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی کہانی منٹو کا اُردو ادب کے لیے ایک انمول تحفہ ہے۔ ایسی تخلیق کسی بھی قلم کار کا اثاثہ ہوتی ہے۔

جیسا کہ پاگل خانے میں پاگلوں کی چہ مگوئیاں (باتیں) اُن کی الٹی سیدھی حرکتیں اور اُن کے سروں پر لٹکتے ہوئے دو حکومتوں کے فیصلوں میں منٹو نے "معصوم تاریخی المیے" کا احساس دلایا ہے۔ ایسی کہانی روحانی تجربے کے بغیر ضبط تحریر نہیں (لکھی نہیں جاسکتی) آسکتی۔ منٹو کی اس تحریر کے بامعانی طنز نے اس کہانی کو وقت کی قید سے آزاد کر دیا ہے۔